رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہی تیرا جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اُس مہ سے اندھیرا دکھاؤنگا کہ اِک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دِل کی غذا دی فسبحان الذی اخزالاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۳۵ جلد ۵ یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۲۰ عیسوی

سلسلہ کی خبریں

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں الحمدللہ

تبلیغ رسالت۔ جلد سیوم خدا کے فضل سے چھپ رہی ہے اور عنقریب شائع ہو گی رسالہ احمدی بھی چھپ رہا ہے۔

ضرورت۔ فاروق پریس کے لئے ایک کل کھینچنے والے کی ضرورت ہے جسکو پندرہ ۱۵ روپیہ تنخواہ دیجائیگی۔

درخواست بنام مینجر فاروق ہو۔

اتفاق

ایک جنگل میں کہیں دو بیل تھے
شیر نے اوپر کئی حملے کئے
وہ مگر رہتے تھے دونو ایک جا
ایک لحظہ بھی نہ ہوتے تھے جدا
ملکے اور سینگوں کو کر کے سامنے
مارتے تھے دونوں ٹکر شیر کے
جب لگاتے ملکے ٹکر اور سم
بھاگتا تھا شیر ہو کے لوٹ دم
کام دیکھا زور سے چلتا نہیں
فکر کر تدبیر یہ سوجی وہیں
پاکے موقعہ ایک سے اسنے کہا
مفت کیوں کہوتا ہے جاں اپنی بھلا
یار سے تیرے عداوت ہے مجھے
بیل بڑا ہی میں نہ چھوڑونگا اُسے
ہے قسم مجھ کو خدا کی کر یقیں
تجھ سے میرے دل میں کینہ کچھ نہیں
دوستانہ یہ سمجھ میرا سخن
ساتھ اسکا چھوڑ دے احمق نہ بن
آگیا دشمن کے دم میں وہ گدھا
بیل ہی آخر تھا دھوکہ کھا گیا
اس طرح سے جب گئے دونوں وہ بٹ
شیر نے فوراً کیا دونوں کو چٹ

نتیجہ

دوست کے بارہ میں دشمن کا سخن
یاد رکھ یہ بات تو ہرگز نہ سن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مفید اور کارآمد نصیحتیں

مندرجہ ذیل نصیحتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے انتخاب کرکے ناظرین فاروق کیلئے جمع کردی ہیں۔ انپر عمل کرنیوالا دین و دنیا میں کامیاب اور سچا مومن ہوسکتا ہے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ خاکسار ایڈیٹر فاروق اور فاروق کے ناظرین کو انپر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (ایڈیٹر)

۱۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ شرک نہ کرنا خواہ تو مارا جائے یا آگ میں جلایا جائے۔

۲۔ موت بجز تین چیزوں کے تمام کاموں سے تعلق توڑدیتی ہے ایک وہ خیرات جسکا اثر ہمیشہ جاری رہے دوسرا علم جس سے مرنیکے بعد فائدہ پہونچے تیسرے اولاد نیک جو مغفرت چاہے۔

۳۔ جب نیند سے جاگو تو اپنا ہاتھہ پانی کے برتن میں نہ ڈالو جب تک تین دفعہ نہ دھولو۔

۴۔ تین باتیں جو قابل لعنت ہیں اون سے بچو۔ ۱۔ رفع حاجت کرنا اسجگہہ جہاں لوگ پانی دیکھکر ٹھہرتے ہوں۔ ۲۔ راستہ میں اور ۳۔ سایہ کی جگہہ میں۔

۵۔ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز کے لئے کہو اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑہنے پر مارو اور خوابگاہ میں ملکر نہ سونے دو الگ الگ سلاؤ۔

۶۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ بیمار کی غمخواری اور تیمارداری کرو اور جنازہ کے ساتھہ جاؤ چھینکنے کا جواب اور سلام کا بدلہ دو اور دعوت قبول کرو قسم کھانیوالے کی قسم کو سچا کرو۔ اور مصیبت زدہ کی ہمدردی اور مدد کرو۔

۷۔ کوئی مرنیکی آرزو نہ کرے اسلئے کہ اگر وہ نیک ہے تو نیکی زیادہ کریگا اور جو بد ہے شاید توبہ کرلے۔

۸۔ مرے ہوؤں کی نیکیوں کو بیان کرو اور انکی برائیوں سے باز رہو۔

۹۔ خیرات دینے سے مال کم نہیں ہوتا قصور معاف کرنے میں عزت بڑہتی ہے اور عاجزی کرنے میں بڑائی ملتی ہے۔

۱۰۔ ہر مسلمان پر صدقہ ہے اگر کچھہ نہ ہو تو محنت مزدوری سے اپنی گذر کرے اور جو بچے اس میں سے خیرات کرے اور جو محنت مزدوری نہ کرسکے تو حاجتمند ستم رسیدہ کی مدد کرے اگر یہ بھی نہ کرسکے تو نیک کام کی ہدایت کرے جو یہ بھی نہ ہو تو برائی سے بچے یہی اسکے واسطے صدقہ ہے۔

۱۱۔ جو شخص دودھ والا جانور عاریت دے یا روپیہ پیسہ قرض حسنہ دے یا اندھے اور بھولے کی راہنمائی کرے تو اسکو بردہ آزاد کرنے والے کے مانند ثواب ملتا ہے۔

۱۲۔ بیوپار میں قسم مت کھاؤ اگرچہ شروع میں دکان چل جاتی ہے مگر انجام کار اس سے بے برکتی اور نقصان ہوتا ہے۔

۱۳۔ مالدار کا مزدور کو مزدوری دینے میں دیر کرنا ظلم ہے۔

۱۴۔ کوئی تم میں سے کسی کی لکڑی دل لگی اور بغیر دل لگی کے بھی نہ لے

۱۵۔ چار چیزیں جسکو ملیں دنیا آخرت خوبی اسکو مل گئی دل شکر گذار۔ زبان یاد الٰہی کرنے والی۔ بدن بلاؤں پر صبر کرنے والا۔ عورت جو اپنی ذات میں اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرنیوالی ہو۔

حضرت سلمانؓ فارسی

یہ ایرانی النسل تھے اسلام سے پہلے انکا نام مایہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اصفہان کی ایک گاؤں میں یہ ایک دہقان کی گھر پیدا ہوئے ایکروز کسی گرجا میں انکا گذر ہوا جسمیں انیکا طریقہ نماز انہیں پسند آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے جسہوں نے شام بتلایا اور یہ شام کیطرف روانہ ہوئے۔ ایک مرتبہ موقعہ پاکر ایک شامی قافلے کے ساتھہ شام پہونچے۔ اور ایک پادری کی خدمت میں رہنے لگے اسکے مرنیپر دوسرا پادری بہت اچھا اسکا قائم مقام ہوا جب اسکا وقت آپہونچا تو اسنے کہا اجہے پیشوایان مذہب آجکل عنقا ہورہے ہیں۔ صرف موصل میں ایک شخص ہے جسسے ملکر تم خوش ہوگے۔ یہ موصل آئے اور موصل سے نصیبین نصیبین سے عموریہ کے پادری نے مرتے وقت ان کو وصیت کی کہ ایک پیغمبر مبعوث ہونیوالے ہیں تم اُن سے ملوگے تو دین کا راستہ اچھی طرح پاؤگے۔" غرضکہ یہ مذہبی جوش و شوق میں رہبر کامل کی تلاش میں مدتوں سرگرداں پھرے درمیان میں کسی ظالم نے انہیں پکڑکر غلام بنایا اور بالآخر یہ مدینہ کے ایک یہودی کے ہاتھہ بکے۔ اور جب آنحضرتؐ ہجرت کرکے مدینہ گئے تو آنحضرتؐ سے یہ ملے اور مسلمان ہوئے چندہ کرکے مسلمانوں نے انہیں آزاد کرالیا۔

یہ بڑی ذی علم اور تجربہ کار تھے۔ غزوۂ خندق میں انہی کی مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی۔ خندق کھودنیمیں انصار و مہاجرین میں سابقت کا خیال پیدا ہوا تو ہر ایک انہیں اپنی طرف شامل کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ انصار سے ہیں نہ مہاجرین سے۔ میری اہلبیت سے ہیں۔ مسلمانوں میں انکا بڑا درجہ ہے۔ انکو سنی و شیعہ یکساں مانتے ہیں۔ یہ بڑے قانع۔ زاہد، عادل، فیاض، زاہد اور منکسر المزاج تھے۔ یہ اخیر زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ اور بیت المال سے چار یا پانچہزار درم پاتے تھے۔ یہ سب فقرا کو تقسیم کردیتے تھے اور اپنی کسب معاش کیلئے کھجور کی چٹائیاں بناکر معاش پیدا کرتے تھے۔ اور جلانیکیلئے لکڑیاں چن لاتے تھے۔ حضرتؐ نے کیطرح انہوں نے اپنا گھر بھی نہیں بنایا۔

ایکمرتبہ جب یہ حاکم مدائن تھے ایک شخص نے انسے کہا۔ میرا بوجھہ میری گھر تک پہنچادو لوگوں نے دیکھا تو کہا یہ یہاں کے امیر ہیں۔ سلمانؓ نے کہا کچھہ بھی ہو اسکے گھر تک میں اسکا بوجھہ پہنچا کر رہونگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

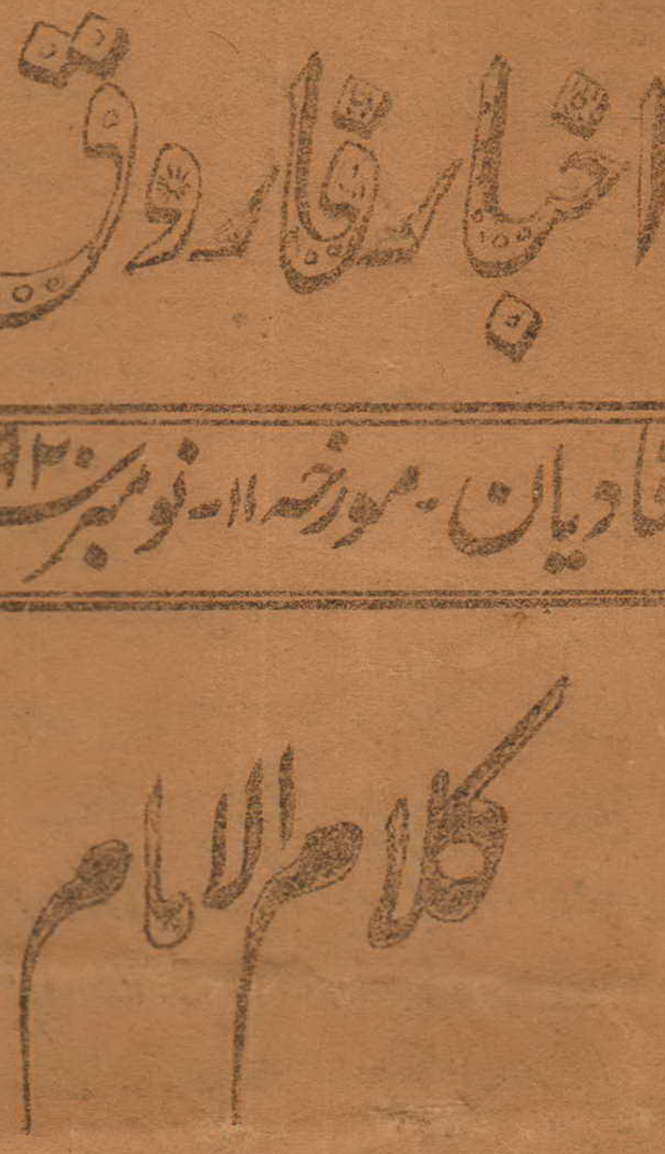

قادیان۔ مورخہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۲۰ء

کلام الامام

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

تبلیغ رسالت۔ اصل بات یہ ہے کہ جبتک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اسکی یہ نہیں چاہیئے کہ سنتے ہی اسکی مخالفت کیلئے تیار ہو جاوے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ اسکے ساری پہلوؤں پر پورا فکر کرے۔ اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے خوف کو مدنظر رکھکر تنہائی میں اسپر سوچے۔ میں جو اسوقت کہنا چاہتا ہوں وہ کوئی معمولی اور سرسری نگاہ سے دیکھنے کے قابل بات بلکہ بہت بڑی اور عظیم الشان بات ہے۔ میری اپنی بنائی ہوئی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بات ہے اس لئے جو اسکی تکذیب کے لئے جرأت اور دلیری کرتا ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر دلیر ہوتا ہے۔ مجھے اسکی تکذیب سے کوئی رنج نہیں ہو سکتا۔ البتہ اسپر رحم ضرور آتا ہے کہ نادان اپنی نادانی سے خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسیکو بھی اس سے بیخبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے جو دین کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جسپر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ مجددوں کے بھیجنے کا اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے۔ جو اس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں فرمایا ہے پس اس وعدہ کے موافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر فرمائی تھی یہ ضروری ہوا کہ اس صدی کے سر پر جس میں سے انیس برس گذر گئے کوئی مجدد اصلاح دین اور تجدید ملت کے لئے مبعوث ہوتا۔ اس سے پہلے کہ کوئی خدا تعالیٰ کا مامور اس کے الہام و وحی سے مطلع ہو کر اپنے آپکو ظاہر کرتا مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بیقراری کے ساتھ اس مرد آسمانی کی تلاش کرتے۔ اور اس آواز کے سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ چودھویں صدی پر اکابران امت کی نظریں لگی ہوئی تھیں اور تمام کشوف اور رؤیا اور الہامات اس امر کیطرف ایما کرتے تھے کہ اس صدی پر آنیوالا موعود عظیم الشان انسان ہوگا جس کا نام احادیث میں مسیح موعود اور مہدی آیا ہے مگر میں کہونگا کہ جب وہ وقت آگیا اور آنے والا آگیا تو بہت تھوڑے سے وہ لوگ نکلے جنہوں نے اسکی آواز کو سنا غرض پیمان کوئی نرالی اور نئی نہیں ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے پس اس وعدہ کے موافق ضروری تھا۔ کہ اس صدی میں بھی جو انیس سال تک گذر چکی ہے مجدد آوے اب اس دوسرے پہلو کو بھی دیکھنا ضروری ہے کہ کیا اسوقت اسلام کے لئے کوئی آفات اور مشکلات ایسی پیدا ہو گئی ہیں جو کسی امور کیا داعی ہیں جب ہم اس پہلو پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پر اسوقت دو قسم کی آفتیں آئی ہیں۔ اندرونی اور بیرونی اندرونی طور پر یہ حالت اسلام کی ہو گئی کہ بہت سی بدعتیں اور شرک بھی توحید کے بجائے پیدا ہو گئے ہیں۔ اعمال صالحہ کی صرف چند رسوم نے لی ہے۔ حقیقی اور پیروی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ بجائے خود ایک مستقل شریعت ہو گئی ہے۔ مجھکو ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ مجھکو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے نئی کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ انہوں نے اس امر کو نہیں سمجھا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ مگر اپنے گھر میں یہ لوگ ہرگز غور نہیں کرتے کہ نبوت کا دعویٰ تو انہوں نے کیا ہے جنہوں نے اپنی شریعت بنالی ہے۔ کوئی بتائے وہ ورد اور وظائف جو سجادہ نشین اور مخدوم گدیوں والے اپنے مریدوں کو سکھاتے ہیں جنکے ایجاد کئے ہیں یا اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت پر عمل کرتا ہوں اور اسپر ایک نقطہ یا شوشہ بڑھانا کفر سمجھتا ہوں۔

اور ہزار ہا تم کی بدعات ہیں جو اور نکروہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اپنے اپنے رنگ کی پیدا ہو چکی ہے تو وہی اور طہارۃ جو اسلام کا اصل منشا اور مقصود تھا جسکے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطرناک مصائب برداشت کیں جنکو بجز نبوۃ کے دل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کر سکتا وہ آج مفقود معلوم ہو گیا ہے۔ جیل خانوں میں جاکر دیکھو کہ جرائم پیشہ لوگوں میں زیادہ تعداد کن کی ہے زنا۔ شراب۔ اور اتلاف حقوق اور دوسرے جرائم اس کثرت سے ہو رہے ہیں کہ گویا سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ کوئی خدا نہیں! اگر مختلف طبقات قوم کی خرابیوں اور نقائص پر مفصل بحث کیجاوے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہو جاوے ہر دانشمند اور غور کرنیوالا انسان قوم کے مختلف افراد کیحالت پر نظر کر کے اس صحیح اور یقینی نتیجہ پر پہنچ جاویگا کہ وہ تقوے جو قرآن کریم کی علت غائی تھا۔ جو اکرام کا اصل موجب اور ذریعہ شرافت تھا آج موجود نہیں۔ علی حالت جسکی اشد ضرورت تھی کہ اچھی ہوتی جو غیروں اور مسلمانوں میں مابہ الامتیاز تھی سخت کمزور اور خراب ہو گئی ہے بیرونی حصہ دیکھ لو کہ جسقدر مذاہب مختلفہ موجود ہیں انمیں سے ہر ایک اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے خصوصیت کے ساتھ عیسائی مذہب اسلام کا سخت دشمن ہے عیسائی مشنریوں اور پادریوں کی ساری کوششیں اس ایک امر میں صرف ہو رہی ہیں کہ جہانتک ممکن ہو جسطرح ممکن ہو اسلام کو نابود کیا جاوے اور اس توحید کو جو اسلام نے قائم کی تھی جسکے لئے اسکو بہت سی جانوں کا کفارہ دینا پڑا تھا۔ اسے ناپید کر کے یسوع کی خدائی کا دنیا کو قائل کرایا جاوے اور اُس کے خون پر یقین دلایا جاوے جو بیقیدی۔ آزادی۔ اور اباحت کی زندگی کو پیدا کرتا ہے اور اسطرح پر وہ پاک غرض تقوے و طہارت اور عملی پاکیزگی کی جو اسلام کا مدعا تھا مفقود کیجاوے عیسائی پادریوں نے اپنی ان اغراض میں کامیابی حاصل کرنیکے واسطے بہت سے طریقہ اختیار کئے ہیں۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو مرتد کر لیا۔ اور بہت سے ایسے ہیں جنکو نیم عیسائی بنا دیا ہے۔ اور بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو ملحدانہ طبیعت رکھتے ہیں اور اپنی طرز بود و باش اور رفتار و گفتار میں عیسائیت کے اثر سے متاثر ہیں۔ یہ نوجوانوں کی ایک جماعت اور مخلوق ہے جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئی ہے۔ اور کالجوں میں اسکی تربیت ہوئی وہ خدا تعالیٰ کے کلام کے بجائے فلسفہ اور طبعیات کی قدر کرتی ہے۔ اور اسکو مقدم اور ضروری سمجھتی ہے۔ اسلام اسکے نزدیک عرب کے جنگلوں کے حسب حال تھا۔ ان باتوں اور حالتوں کو جب میں دیکھتا ہوں۔ اور سنتا ہوں میں دوسروں کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میرے دل پر سخت صدمہ ہوتا ہے۔ کہ آج اسلام ان مشکلات اور آفتوں میں پھنسا ہوا ہے اور مسلمانوں کی اولاد کی یہ حالت ہو رہی ہے جو وہ اسلام کو اپنے مذاق ہی کے خلاف سمجھتے ہیں۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو الٰہی حدود سے باہر تو نہیں ہوئے حلال کو حرام نہیں کرتے۔ مگر وضع قطع لباس پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک قدم نصرانیت میں رکھا ہوا ہے اب صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اندرونی طور پر وہ بدعات اور مشرکانہ رسوم ہیں۔ اور بیرونی طور پر یہ آفتیں خصوصاً صلیبی مذہب نے جو نقصانات پہونچائے ہیں اسلام وہ مذہب تھا۔ کہ اگر ایک آدمی بھی اس سے نکلجاتا اور مرتد ہو جاتا تو قیامت برپا ہو جاتی اور یا اب یہ حالت ہے کہ مرتدوں کی انتہا ہی نہیں رہی۔ اب ان تمام امور کو یکجائی طور پر کوئی عقلمند سوچے اور خدا کے لئے غور کرے کہ

کیا خدا کی خاص تجلی کی ضرورت نہیں؟

کیا ابھی تک اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ حفاظت کے پورا ہونے کا وقت نہیں کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ؟ اگر اسوقت اُسکی مدد اور تجلی کی ضرورت نہیں تو کوئی ہمیں بتاوے کہ وہ کب آئیگا۔

غور کرو اور سوچو! کہ ایک طرف تو واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس قسم کی ضرورتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص تجلی فرماوے۔ اور اپنے دین کی نصرۃ علمی سچائیوں اور آسمانی تائیدات سے کر کے دکھاوے۔ دوسری طرف صدی نے مہر لگا دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق (جو اُسکے برگزیدہ اور افضل الرسل رسول خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوا۔ کہ ہر صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے مجدد بھیجا جاوے گا) کوئی مجدد آنا چاہیئے۔ صدی میں سے اُنیس برس گذر گئے اگر اب تک باوجود ان ضرورتوں کے پیدا ہو جانے کے بھی کوئی مامور مبعوث نہیں ہوا تو پھر خدا کے لئے غور کرو کہ اسمیں اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ کیا اس سے انا لہ لحافظون کے وعدہ کے خلاف ثابت نہ ہوگا؟ کیا اس سے ارسال مجدد کی پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی باطل نہ ہوگی؟ کیا یہ نیا یاجاوے گا کہ اسلام ایسا مذہب ہے کہ اسپر ایسی آفتیں آئیں اور خدا تعالیٰ کو اس کے لئے غیرت نہ آئی؟ اب کوئی ہمارے دعوے کو چھوڑے اور الگ رہنے دے مگر ان باتوں کا سوچ کر جواب دے میری تکذیب کرو گے تو اسلام کو ہاتھ سے تمہیں دینا پڑیگا۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کے وعدہ کے موافق اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی اور رسو اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ کیونکہ عین ضرورت کے وقت خدا کے وعدہ کے موافق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ صدق اللہ ورسولہ اللہ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے رسولؐ کی باتیں سچی ہیں۔ ظالم طبع ہو وہ انسان جو انکی تکذیب کرتا ہے۔ (باقید اردو)
الحکم نمبر اول جلد ۷۔ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

چند سوالات کے جوابات

از مولوی غلام رسول صاحب صوفی آف راجیکی

سوال نمبر ۱۔ آیۃ۔ نساءکم حرث لکم میں عورتوں کو حرث یعنی کھیتی کہکر نیوگ کی تصدیق کی ہے۔ کیونکہ کھیتی کبھی غیر سے بھی کرائی جاتی ہے

جواب۔ اگر نساءکم حرث لکم کی جگہ جملہ صرف حرث تک ہوتا تو بات کچھ قابل غور ہوتی لیکن حرث کی جگہ لکم کی قید کو بڑھا کر اس سوء فہم سے پیدا شدہ وہم کی تردید کردی کہ عورتیں تمہاری ہیں تو کھیتی کا کام ہی تمہارے لئے مخصوص ہے۔ نہ کسی غیر کے لئے۔

پھر یہ ارشاد خدا تعالےٰ کے عالم الغیب اور اسکی کتاب حکیم کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔ کہ جو اعتراض آریہ سماج کیطرف سے تیرہ سو سال بعد ہونے والا تھا اسکا جواب نہایت ہی خوش اسلوبی سے پہلے دیدیا گیا۔

سوال نمبر ۲۔ امریکہ میں بعض رسدگاہوں کے ذریعے اس بات کی کوشش ہو رہی ہے۔ کہ مریخ ستارہ کے باشندگان جو نہایت زیرک ہیں اور جو کرۂ ارض کے باشندگان کی ملاقات اور میل ملاپ کے لئے تدبیریں کر رہے ہیں انسے ملاقات اور راہ و رسم ارتباط پیدا ہو سکے کیا جب ایسا ظہور میں آگیا۔ تو کیا قرآن سے اسکی بھی تصدیق ہو سکے گی۔ اور کیا قرآن میں کوئی ایسی پیشگوئی بھی ہے۔ جو ایسے واقعات اور حالات پر روشنی ڈالتی ہو۔

جواب۔ قرآن کریم میں سورۃ الشوریٰ کی آیت بصراحت اسپر دال ہے۔ دیکھو آیت ومن ایاتہ خلق السموات وما بث فیھما من دابۃ وھو علی جمعھم اذا یشاء قدیر یعنی اللہ تعالےٰ کے نشانوں سے پیدائش ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ کہ ان دونوں میں پایا جاتا ہے چلنے والے جانوروں کی قسم سے اور وہ قدرت کاملہ والا خدا ان کے اکٹھا کرنے اور باہمی ملانے پر جب چاہیگا قدرت رکھنے والا ہے۔

امریکہ کے صناع اور عجائب نما باشندگان اگر ایسی تدابیر میں کامیابی حاصل کرلیں تو وہ کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن حکیم کے نازل کرنیوالے عالم الغیب کے علم غیب سے پہلے سے ہی اسکی حمید و مجید کتاب میں موجود نہ ہو اور جیسا کہ آنحضرتؐ کے بعد کے زمانوں کے عجائبات اور نئی صنعتیں اور نئی ترقیاں سورہ نحل کی آیت ویخلق مالا تعلمون میں بیان فرمادیں اور انکے قبل از وقت خبر شائع کردی جیسے کہ ریل۔ تار۔ سٹیمر اور ہوائی جہاز۔ موٹر بائیسکل وغیرہ کی جدید صنعتوں سے ظاہر ہے اسی طرح یخلق کے صیغہ مضارع میں آنحضرتؐ کے بعد اور آج سے پہلے مستقبل کی مانند آج سے بعد کے مستقبل میں بھی صفتہائے جدیدہ کی پیشخبری موجود ہے۔ جنکا صالح حقیقی بوجہ علت العلل ہونے کے حضرۃ علیم وخبیر کی قادر مطلق ہستی ہے۔ پس ممکن ہے کہ آیت شریفہ جو سورہ شوریٰ میں ہے اوپر نقل کی ہے اسکی پیشگوئی کا ظہور تخلق کے صیغہ میں آج سے بعد کے مستقبل کے لئے مفسر اور فرموز ہو۔

سوال نمبر ۳۔ اسلام میں جزاک اللہ کہنے کا رواج لغو معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب احسان کرنے والے نے حقیقت میں نیکی اور احسان کیا ہے۔ تو اسے حسب قانون الٰہی من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ضرور بدلہ ملیگا اور بہتر ملیگا۔ اب اس صورت کے ہوتے ہوئے جزاک اللہ کا کہنا لغو نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔

جواب۔ لغو نہیں بلکہ اسے لغو سمجھنا ہی لغو میں داخل ہے۔ (۱) اسلئے کہ قانون الٰہی کے مطابق جو کچھ اسے ملیگا وہ محسن اور نیکی کرنیوالے کی اپنی نیکی کے عوض میں ملیگا۔ اور جزاک اللہ کہنے سے ممنون کیطرف سے دعا ایک علیحدہ اجر اور جزا کے معنوں میں ہوگی۔ جسکا یہ مطلب ہوگا۔ کہ خدا تعالیٰ جو تجھے جزا براہ راست اپنی طرف سے دے علاوہ اسکے میری طرف سے بھی دے تا اجر اور جزا دوچند ملے۔ پس ان معنوں میں یہ لغو کیونکر ہوا۔

۲۔ پھر کبھی نیکی کے کام میں اندرونی طور پر کوئی نقص بھی ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ جناب الٰہی میں قبول ہو سکے۔ پس اس صورت میں جزاک اللہ کی دعا فائدہ مند ہوگی۔ کہ گو نیک اعمال اپنے کسی نقص کیوجہ سے اس قابل نہیں کہ اسپر جزا ملے لیکن میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ چشم پوشی فرما کر اس بضاعت مزجات کو قبولیت کا شرف بخشے اور اسے قابل جزا بنا کر اسپر اجر عطا کرے۔

۳۔ پھر حسب ارشاد آیت ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ محسن کے احسان کے عوض میں احسان اور نیکی کرنیکا حکم ہے۔ لیکن بعض دفعہ محسن کے احسان کے عوض میں ممنون کیطرف سے بوجہ کم مائگی اور عجز کی حالت میں بجز دعا کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ایسی صورت میں اگر جزاک اللہ بھی نہ کہے تو زبان سے (۱) اگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر کلمہ کیا کہے جسکا مطلب یہ ہوگا کہ اگر میرے پاس احسان کے عوض میں احسان کرنے کے لئے کچھ ہوتا تو میں ضرور احسان کرتا لیکن چونکہ ایسی جزا سے عاجز ہوں۔ ہاں میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ میری طرف سے آپکے اس احسان کا بدلہ احسن جزا کی صورت میں تار دے۔

سوال نمبر ۴۔ آیت۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار میں جب حسنۃ فی الاخرہ سے مراد جنت کا نصیب ہونا ہے تو اسکے بعد پھر وقنا عذاب النار کے دعائیہ فقرہ کے زیادہ کرنے سے کیا مطلب۔

جواب۔ حسنۃ فی الاخرہ یعنی جنت میں داخل ہونا دو طرح سے ہے ایک یہ کہ سزا پانے اور عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد جنت میں جانا سو قنا عذاب النار کے فقرہ کی زیادتی سے اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ اے اللہ دوزخ سے ہو کر جنت میں نہ جائیں بلکہ بلا عذاب اور حساب کے سیدھے جنت میں جائیں۔ پھر یہ بھی کہ جنت ملے۔ دوزخ نہ ملے اور اسکے عذاب سے بچا لیا جائے کیونکہ بعض کو جنت ملے گا۔ اور بعض کو دوزخ سو دعا میں سکھایا کہ جنت ملے اور عذاب سے نجات ہو۔

سوال نمبر ۵۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ کا حکم ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ یعنی اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس نبی پر درود بھیجو اور ایسا ہی اسکی سلامتی کے لئے دعا کرو۔

خدا تعالےٰ کے اس حکم کی تعمیل میں مومن کیا کہتے ہیں۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ یعنی اے اللہ تو نبی محمدؐ پر اور آپکی آل پر درود بھیج۔ کیا اس سے تعمیل ارشاد ہو سکتی ہے کہ اللہ کو ہی پھر درود بھیجنے کے لئے کہدیا کہ یا اللہ تو درود بھیج۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے آیت شریفہ میں پہلے بتا دیا ہے کہ اللہ اور اسکے فرشتے تو درود آگے ہی بھیجتے ہیں۔ اور فرمایا کہ اب مومنو! تم بھی درود بھیجو۔ اور انہوں نے پھر اللہ ہی کو کہدیا کہ تو درود بھیج کیا مومنوں نے اس حکم کی تعمیل کو پورا کیا۔

جواب۔ خدا تعالیٰ کے فیوض دو طرح پر ہیں ایک از قسم رحمانیت دوسرے از قسم رحیمیت جن فیوض کا تعلق صفت رحمانیت سے ہے وہ بلا محنت اور بلا درخواست و سوال وارد ہوتے ہیں۔ اور جنکا تعلق صفت رحیمیت سے ہوتا ہے انکے لئے محنت اور دعا اور درخواست لازمی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا بمع اپنے ملائکہ کے آنحضرت پر درود بھیجنا جو خود بخود اور بلا کسی کی محنت اور کسی کی درخواست و دعا کے ہے یہ درود اور رحمت صفت رحمانیت کے مقتضےٰ سے ہے اور جو درود اور رحمت مومنوں کی دعا اور درخواست کے بالمقابل ہے وہ صفت رحیمیت کے اقتضاء سے۔ پس اس صورت میں تعمیل ارشاد کی تکمیل اور صحت متحقق ہے۔

سوال نمبر ۶۔ اللہ تعالےٰ نے تو فرمایا ہی کہ میں اور میرے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو! تم بھی اس نبیؐ پر ہی درود بھیجو لیکن آنحضرتؐ نے اسکی تعمیل کیلئے جو درود بیان فرمایا اور نماز میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ اسمیں علاوہ اپنی ذات کے آل محمدؐ کا لفظ بھی زیادہ کیا ہے۔ جسکا ثبوت بظاہر آیت سے نہیں ملتا۔

جواب۔ لفظ النبی کہ جسکی تفسیر علی محمد وعلی آل محمد کے فقرہ سے کی گئی ہے درست اور بجا طور پر ہے۔ اسطرح کہ آنحضرتؐ کا نبی ہونا اور آپکے نبی ہونے کی حیثیت قیامت تک کیلئے ہے۔

اور آپکی وفات کے بعد بار نبوت و رسالت کی امانت کا حامل آپکی آل کو ہی ٹھہرایا جانا تھا۔ جو آنحضرتؐ کے مقاصد کی پیروی میں اپنی زندگی اور اپنی قوتوں کو صرف کرنیوالی تھی۔ اس لئے النبی کے مفہوم میں اصل اور ظل دونوں کا وجود داخل سمجھکر محمدؐ کے ساتھ آل محمدؐ کو بھی شامل کیا گیا۔

ایک اعتراض کا جواب

جو لوگ الہام مسیح موعودؑ (انت منی بمنزلت ولدی یا اولادی) پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ ذیل کے حوالجات ملاحظہ فرماویں۔

۱- بحوالہ قرآن مجید۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا ۲ پ ۲ پس یا ذکر اللہ کو جیسا یاد کرتے ہو تم بابوں اپنے کو یا زیادہ تر یاد کرنا۔

اول تو یہ حوالہ کافی تھا۔ مگر چونکہ معترضین قرآن کریم کو چھوڑ گئے ہوئے ہیں۔ اسلئے زمانہ حال کی ایک اور شہادت پیش کرتا ہوں۔

ب۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی کی طرف سے ایک مضمون جسکی سرخی اَب آل (پدر کل) ہے پرچہ صوفی اپریل ۱۹۱۶ء میں اسطرح درج ہے۔

"یہ تقریر اسلامیہ سکول شہر انبالہ کے سالانہ جلسہ مقررہ ۲۹ مارچ ۱۹۱۶ء کے لئے لکھی گئی اور اشاعت کی اجازت صرف رسالہ صوفی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھئے۔ اس تقریر میں عناصر کی فریاد کی تصویر تصوف کے خیال سے کھینچی گئی ہے۔ کوئی خاص قوم خاص ملک یا خاص پالیٹکس مدنظر نہیں ہے یورپ کی چار سالہ جنگ کے جو اثار ہے ہیں ان میں وہی افراد جنگ طلب مقصود ہیں۔ جو اس فتنۂ عالم آشوب کا سبب تھے۔ خواہ وہ یورپ کے ہوں یا ایشیا کے۔ افریقہ کے ہوں یا امریکہ کے۔ گورے ہوں یا کالے۔ زرد ہوں یا سرخ۔ تقریر ہذا اگر تصوف کی نظر سے پڑھی گئی اور تصوف کے کانوں سے سنی گئی تو اسمیں ارواح مضطرب کیلئے اطمینان و تسلی کا ایک عظیم الشان ذخیرہ دستیاب ہوگا۔

خدا کی حمد کا جب کبھی شروع کلام کے وقت ارادہ ہوا (کہ بغیر حمد و ثنا کا کلام خلاف اسلام ہے) تو میم سامنے آگیا میم جسکے عدد چالیس ہیں۔ اس ذات عالیجناب کا اشارہ کیا کرتا ہے۔ جن کی رسالت کا ظہور عمر چہل سال میں ہوا۔ اور جو حمد کے چہرہ پر میم کی نقاب ڈالکر اسم محمود میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔ اور جب العد احد سالنس کی زبان پر آنا چاہتا ہے۔ تو احمد کا میم ہی اس فرض کو ادا کرتا ہے۔ ام بالہ ایک شہر ہے جہاں آدمی آدمیوں سے کچھ کہنے کہڑا ہوا ہے۔ اسکی میم بھی شکل ہادی ہے۔ ورنہ اصلیت میں نام کی کچھ اور ہی مراد ہے۔ میم کو اگر اسم ام بالہ سے جدا کر کے مسند ارشاد پر بٹھا دیا جائے تو اب آلہ رہ جائیگا۔ آخر کی ہ اگر نسبتی قرار پائے اب آل والہ شہر مراد ہوگا۔

کہا جائیگا۔ ام بالہ کا میم بولنے میں آتا ہے لکھنے میں نون غنہ لکھا جاتا ہے۔ میں کہوں گا نون گا۔ انہی حضرت عالی کا خطاب ہے۔ قرآن میں ن۔ والقلم و مایسطرون سے مراد بھی ہستی اعلیٰ جناب ہے۔

آب عربی۔ آل انگریزی۔ اس کے معنے پدر اسکے معنے نگل۔ تو کیا یہ شہر پدر نگل ہے مگر آخر کی ہ کہتی ہے۔ نہیں بلکہ پدر نگل والا ہے یعنی جو پدر نگل ہے۔ اسکی ذات سے یہ شہر منسوب ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے پیرو خدا کے ایک بیٹے سے واقف ہیں۔ یہ شہر کہتا ہے۔ کہ خدا تو سب کا باپ ہے اور اسکی اولاد کا تو شمار ہی نہیں ہے دنیا میں جتنے باپ آجتک گذرے اور آخر تک ہوتے رہینگے۔ وہ سب اسی پدر نگل ہیں پدر نگل انسان کا۔ حیوان کا۔ نباتات۔ جمادات موجودات۔ محسوسات کا اور ہر اس عرکا جوان اور الاشہور کے علاوہ کسی طریقہ سے مخلوق ثابت ہو سکتی ہو۔ ایک ہی ہے۔ وہ لم یلد ہے۔ یعنی کسی سے پیدا نہیں ہوتا۔ اور لم یولد ہے یعنی کوئی اس سے بھی ولادت کیطرح پیدا نہیں ہوا۔ تاہم ہر شے اسی ایک سے نمودار ہے۔ اور وہی ایک سب کا مخزن اسرار ہے۔

جو لوگ اپنی ذات پر قیاس کر کے بشری باپ کا خطاب اسکو دیتے ہیں۔ اور ایک ہی لڑکے کی پدریت پر اسکا درجہ ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی آسمانی کتاب کے عارف نہیں ہیں۔ جسمیں پدر نگل کی بیشمار اولاد کا ذکر موجود ہے اور ہر موجود و محسوس و مخلوق کو پدر نگل سے وابستہ بتایا گیا ہے۔ یہ دنیا عالم مثال ہے یہاں کی زندگی استعاروں اور تشبیہوں بغیر ایک حرف منہ سے نہیں بولتی۔ پدریت یعنی باپ ہونا اس وحدہ لم یلد ولم یولد کا ایک استعارہ ہے اور ایک تشبیہ ہے نادانوں کے سمجھانے کیلئے۔ تاکہ وہ سمجھیں کہ خدا کی ذات بندوں کے وجود اور مخلوقات کی ہستی کے لئے ایسی ہی ہے جیسی باپ کی ذات اولاد کیلئے ہوتی ہے یعنی بغیر باپ کے اولاد نہیں ہوتی۔ اور بغیر اولاد کے کوئی باپ نہیں ہو سکتا۔ پس یہ بیشمار مخلوق ایک خالق کا پتہ دیتی ہے۔ کہ بغیر خالق کے مخلوق کا ظہور ناممکن ہے۔ اور بغیر مخلوق کے خالق کا عرفان مشکل ہے۔

چونکہ یہ خالق اپنی مخلوق سے ایسی ہی محبت رکھتا ہے جیسی باپ کو بچوں سے ہوتی ہے اسواسطے آسمانی کتابوں میں جو قرآن سے پہلے نازل ہوئی تھیں۔ خدا کو باپ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ جس سے خالق و مخلوق میں محبت و یگانگت کا ایک اصلی رشتہ قائم کرنا مدنظر تھا۔

میں اس ابنیت و پدریت کی محبت کو پیش نظر رکھکر اولاد کے ناخلف اولاد کی زبانیں اب آل شہر کے جملہ کو ہم نوا بنا کر پدر نگل سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ سنو اور خیال کرو۔ کہ میری آواز میں ساری کائنات کی آوازیں آمیختگی جو میری آواز میں آوازیں ملا کر پدر نگل سے کلام کرنا چاہتا ہوں۔

اسکے آگے مضمون تو بہت سا ہے مگر مختصر الفاظ میں ادا کرتا ہوں۔

خاک کی آواز۔ تو نے اپنے بیشمار بچے میرے جسم سے بنائے ہیں۔

پانی کی آواز۔ یہ کیا تیرے جی میں آیا کہ اپنے فرزند آدمؑ کو جہاز بنانا بتایا۔ آبدوز کشتی کی چال تعلیم کی موت کی سرنگ میرے اندر ڈالنی سکھائی۔ اور میرے اندر رہنے والے بچوں کی حفاظت کا کچھ بندوبست نہ کیا۔ آدمی تیرا لاڈلا بیٹا سہی۔ تیرا جانشین اور خلیفہ سہی اے پدر نگل۔ لیکن لاڈلے آدمی کو روکنے وغیرہ وغیرہ۔

آگ کی آواز۔ اے باپ مجھے کبھی تو آرام کرنے دے۔ یہ دیا سلائی اور سگرٹ کا شوق تیرے بچوں کو کس نے سکھایا ہے

ہوا کی آواز۔ کہنے کو تیری بیٹی ہوں مگر قسمت کی بڑی بیٹی ہوں۔ اے باپ میں اس باپ سے بری ہوں وغیرہ وغیرہ

بجلی کی آواز۔ میرا نام بجلی۔ برق اور نئی روشنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی ہونڈی ہے۔ تیرے آدمی بچوں کے خط پہنچاتی ہوں۔ انکو پنکھا جھلتی ہوں۔ ان کی گاڑیاں کھینچتی ہوں۔ ان کی کلیں میرے دم سے چلتی ہیں ان کے گھر دئیں میرے دم سے روشنی ہے اے پدر کل تیرے بچوں کی اتنی خدمتیں میرے سپرد ہیں۔ کہ میں ایک سکنڈ کی بھی فرصت نہیں پاتی۔

عناصر کی آواز۔ ونکی کچھ حد نہیں۔ اور ان کی بعد چرند و پرند۔ نباتات۔ جمادات کی آوازیں بھی عناصر سے زیادہ انسان کی شکایت پدر کل سے کر رہی ہیں۔

عشق کی آواز۔ مجھے پدر کل کے فرزند جانشین سے بہت محبت تھی۔ اور اب بہت عداوت ہے۔ میں نے آدم کو اپنا چولا دیا تھا۔ اور خود اسکا پتلا بنا تھا۔ لیکن اب اس چولے کو بدلنا اور اس پتلے کو توڑنا چاہتا ہوں۔ اے باپ اے باپ۔ اے پدر کل۔ اے اب آل مجھکو اجازت دے کہ میں اسکو نابود و فنا کر دوں۔ کہ اسنے مجھکو گندہ کر دیا۔ اسنے میری صورت بگاڑ دی۔ یہ میری سمت سے دوسرے رخ چلنے لگا۔

حسن نظامی کی آواز۔ ربنا ظلمنا انفسنا فاغفرلنا وارحمنا انت مولنا انت مولنا انت مولنا انت ابونا انت ابونا انت ابونا ان لنسینا او اخطأنا فتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ آمین

جواب میں دو ہی پہلو ہیں۔ پہلا تو تصوف کے رنگ میں۔ دوسرا ظاہری رنگ میں۔ پہلی صورت کی نسبت اس ب کی تقریر میں خواجہ صاحب فرماتے ہیں "یہ دنیا عالم مثال ہے۔ یہاں کی زندگی استعاروں اور تشبیہوں بغیر ایک حرف منہ سے نہیں بولتی" وہ استعارہ اور تشبیہ ..... اس تقریر میں کونسا ہے وہ یہی ہے "یعنی کوئی اس سے رسمی ولادت کی طرح پیدا نہیں ہوا" قرآن کریم کی آیت بیشک کردہ سے بھی یہی اشارہ ہے۔ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی یہی اشارہ ہے۔ حضرت اقدس کے الہام میں لفظ منزلت سے بھی یہی اشارہ پایا جاتا ہے۔ کیوں صاحب اب تو گھر پورا ہو گیا یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو مولا کریم سعید روحوں کو تو ضرور سمجھا دیگا۔ اور دوسرے اپنا فکر کریں۔ وما علینا الا البلاغ

دوسری صورت میں حضرت اقدس نے صرف اپنے وجود باجود مبارک کے واسطے ہی فرمایا۔ تو ان کے واسطے اسقدر فتوے تکفیر و تکذیب کے مکمل ہوئے مگر خواجہ صاحب اپنی تقریر میں "ترا نباشد ہو نا پدر کل" تحریر فرماتے ہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں کی نسبت لکھتے ہیں "کہ جو لوگ ایک ہی لڑکے کی پدریت پر اسکا درجہ جسم کر دیتے ہیں۔ وہ اپنی آسمانی کتاب کے عارف نہیں ہیں" ان کیواسطے تو بہت سارے فتوے مکمل ہونے چاہئیں۔

مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اس تقریر کو چھپے ہوئے اب ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ کسی صاحب نے اعتراض نہیں کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ خاکسار میاں پیر بخش صاحب لاہوری تائید الاسلام غور کریں۔ جو بڑے کروفر سے ایسے الہامات پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔

اب معترضین صاحبان کا فرض ہے کہ حق شناسی کے طور پر میرے اس جواب کو بار بار پڑھیں۔ اور سوچیں۔ کیونکہ یہ جواب تعصب کیوجہ سے نہیں دیا گیا۔ بلکہ کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کیواسطے دیا گیا ہے دعا ہے کہ مولا کریم اس ناچیز کے مضمون کو منظور فرماوے۔ اور سعید روحوں کو فائدہ پہنچا دے آمین۔

(محمد حسین ایڈیٹر)

جلیانوالہ باغ میں

غازیان امرتسر کا نظارہ

من آن رستم وقت و روئیں تنم
کہ دہ پاپڑ از محنت خود بشکنم

حال میں ایک جلسہ بہادران قوم و غازیان امرتسر کا مسٹر ظفر علیخاں صاحب بہادر بالقابہ کی سزا و قید پر جلیان والا باغ میں اظہار ناراضگی کا منعقد ہوا۔ سیٹھ پال صاحب لیکچرار رہتے جلسہ کی خبر سنتے ہی جوق جوق سرفروشان امرتسر باغ میں پہونچنے شروع ہوئے۔ کئی ہزار کا مجمع ہو گیا۔ سپہ سالار فوج سیٹھ پال مہاراج نے لیکچر شروع کر دیا۔ سامعین کے جذبات کو ابھارنے اور تن من دھن کو نثار کرنیپر زور دیا جانے لگا۔ ناظرین نے اپنے دلمیں ہر ایک قربانی کی ٹھان لی اور تیار رہتے۔ کہ ؎ یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید + کا پورا نمونہ دکھا کر حکام وقت اور گورنمنٹ برطانیہ کے پاؤں اکھاڑ دیں۔ لیکچرار پورے جوش میں تقریر فرما رہے تھے۔ کہ ناگاہ ؎ چوں قضا نازل شود قاتل زجیب آید برون والا معاملہ نظر آگیا۔ سب کی نظریں سپیکر کے طرز بیان اور جوشیلے انداز کو تک رہی تھیں۔ تمام سامعین ہمہ تن گوش ہو کر اپنے سپہ سالار کی مدد جزل اور آمد بیان کو سن رہے تھے کہ یکایک دروازہ باغ سے دو تین بوربین موٹر پر سوار آناً فاناً میں اندر داخل ہو کر ایک ایسے مقام پر آ ٹھیرے جہاں سے تمام جلسہ کا پورا نظارہ دیکھا سکے موٹر سے اترتے ہی ایک چار شاخہ زمین پر کھڑا کر اسکے اوپر سیاہ پردہ ڈال دیا اور اسکا منہ جلسہ گاہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرف پھیرا دیا۔ اس خطرناک آتشی آلہ کو ٹھیک ٹھاک کر کے اوسکی کل گھمانے ہی لگے تھے کہ خوش قسمتی سے سامعین میں سے کسی کی نظر الٹ کر سیلم توپ پر جا پڑی جسکو دیکھتے ہی نظارہ کے حواس اڑ گئے اوسان خطا ہو گئے اور بے ساختہ چلا اٹھا کہ

بھاگو بھاگو مشین گن آگئی اور جان گئی

یہ آواز بجلی کیطرح سب کے کانوں میں پہونچکر دلوں تک اثر کر گئی۔ پھر کیا تھا۔ کسکا لیکچر۔ کیسا لیکچر۔ کون لیکچرار۔ کیسی جان نثاری کسکی ہمدردی کہاں کی سرفروشی۔ وہ شاندار جلسہ ایک آواز میں درہم برہم ہو گیا۔ اس صوت الجہیر سے جان کے لالے پڑ گئے۔ وہ بھاگڑ مچی کہ الامان بڑے بڑے سرفروش قوم وملک پر جان قربان کرنیوالے پاؤں سر پر رکھکر ایسے بھاگے کہ نہ راہ نظر آیا نہ پاس لیکچرار رہا۔ نہ جذبات کے ابھارنے کوئی ابھار رہا کہاں یہ جا وہ جا۔ یہ گرا وہ گرا۔ یہ اسکے اوپر وہ اسکے اوپر سر کی خبر نہ تن کی ہوش نہ چادر سنبھالی نہ پگڑی پکڑی سر پر قضا منڈلاتی ہوئی نظر آتی تھی۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بدقسمتی سے باغ کا دروازہ ایک بالی چاردیواری کہنچی ہوئی کہاں کو بھاگیں۔ کس راہ سے جان بچائیں جسطرح بھی ہو سکا کچھ غازیان قوم دروازہ سے بھاگ دوڑ کر نکل گئے۔ اور بہت سے بہادروں نے دروازہ نہ ملتا دیکھکر چاردیواری سے پھاند کر جان بچانی چاہی جست کر کے دیوار پھاندنا چاہتے تھے کہ دیوار سے ٹکرا کر ماتھا پھوڑاتے ناک رگڑاتے دھم سے نیچے ہی گر پڑتے تھے۔ اون گرے ہوئے دلیروں کو دوبارہ قسمت آزمائی کی نوبت نہ آتی تھی۔ کہ دوسری بھاگڑ انکو کچلتی روندتی ہوئی اونکے اوپر سوار ہو کر دیوار پھاند لی اور باہر کیجانب منہ کے بل گرتی گھٹنے توڑاتی لنگڑاتی سر کھجلاتی بھاگی چلی جاتی تھی۔ وہ نفسا نفسی تھی کہ محشر کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

پچھلے دیوار پھاندنیوالوں نے پہلے پھاند کر گرنے والوں کو اپنے حق میں بہترین معاون اور ہمدرد غنیمت جانکر اونکے اوپر سے گذر دیوار پر چڑھکر کودجانے کو خاص آہنی پل سمجھا۔ اور ذرا بھی اونکی چیخ پکار حالت زار پر توجہ نہ کی وہ بچارے پہلے ہی سر منہ توڑ کر گرے پڑے تھے۔ اوپر سے ان محبان وخیر خواہان قوم کی لگد کوب نے اونکو اور بھی ادھ موا کر دیا۔ ادھر یہ کود پھاند کا سین تھا۔ کہ دوسری جانب مدبران نبرد آزمائے اپنے ہنر دکھانیکا موقعہ غنیمت سمجھا کیونکہ بھاگنے سے جان بچنا مشکل تھی۔ زمین پر لیٹ گئے اور خیال کر لیا۔ کہ زمین پر لیٹنے سے ہر ایک گولہ اور فائر ہمارے اوپر سے گذر جائیگا۔ کیونکہ مشین گن کا منہ بہت اونچا تھا اندازہ کر لیا کہ گولی اوپر اوپر سے نکل جائیگی اور ہمیں نہ لگیگی اس ہوشیاری کو دوسری جماعت نے دیکھکر یہ چابکدستی کی کہ اون زمین پر لیٹنے ہوؤں کے نیچے گھسنے کی کوشش کی اور اونکے نیچے کھسکر خیال کر لیا کہ گولی جو آئیگی اوپر والے کو لگائیگی ہم اونکے نیچے محفوظ رہینگے الغرض ہر ایک نے وہ وہ کرتب دکھلائے اور ایسے ایسے راہ فرار اختیار کئے کہ جرمن و ترک بھی ان شیران پنجاب سے پیچھے رہے ہونگے۔ یہ تو مختصر سا کارنامہ ان غازیوں کا تھا جو محض جان دینے اور ملک پر قربان ہونے اور بدقسمت ظفر کی شکست پر آنسو بہانے جلیانوالہ کی رزمگاہ میں تشریف لائے تھے جنمیں امرتسر کا شیر پنجاب بھی جو ابوالوفا کہلا کر وفا نہ دکھلا سکا۔ موجود تھا۔ اور اپنی بہگوڑی جماعت کو واپس بلا رہا تھا۔ مگر دوسری جانب بیچارے یورپین صاحبان جو سیلم توپ لیکر آئے تھے۔ اور ابھی ایک چشم زدن میں سب کو ایک آئینہ میں بند کر کے لیجانیوالے تھے ان میدان آزمودہ بہگوڑے وبخود روازی کیطرف بھاگتے دیکھکر ایسے خوف زدہ ہوئے کہ وہ سمجھے کہ یہ سب وحشی ہمارے مارنے کو دوڑے ہیں ایسا نہ ہو کہ امرتسر کی سابقہ سیہ کاری جو بیگناہ انگریزوں کو وحشیانہ طرز سے قتل کرنے پر دین و دنیا میں اونکو حاصل ہو چکی ہے۔ پھر رنگ لائی ہو اور ہمیں بھی نہ مار ڈالیں۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ وہ بیچارے دوسری طرف بھاگے۔ اور خدا جانے کہاں انہوں نے پناہ لی۔

یہ نظارہ امرتسر کے غازیوں کا نہ صرف سلطنت برطانیہ پر اثر انداز رہیگا بلکہ نسلوں تک ان جان بچا کر بھاگنے والوں کی یادگار قائم رکھیگا۔ اور اسی باغ میں جہاں پہلے شہید وں کی یادگار بنائی جائیگی ساتھ ہی انمیں ان غازیوں کے اسماء گرامی بھی جہانتک ستیاب ہو سکیں سنہرے حرفوں میں کندہ کرا کرا دئیں نصب کرا دیئے جائیں۔ تاکہ اونکا اچھا اثر آئندہ نسلوں پر پڑے۔ تف ہے۔ ایسی کرتوتوں پر۔ بزدلی کا یہ حال کہ دو یورپین ایک کیمرہ لیکر فوٹو اتارنے آئیں اور یہ ننگ قوم وملک اوسکو مشین گن اور پیغام اجل سمجھکر قبل از مرگ واویلا مچائیں۔ اور دعوے یہ کہ ہندوستان سے انگریزوں کو نکالدینگے کون نکالدینگے۔ جو فوٹو کے کیمرہ سے ڈر کر ایسی بھاگیں کہ پیچھے ہٹ کر نہ دیکھیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ وہ پُر فن نبرد آزما جو پیٹھ کے بل وہاں زمین پر اس خیال سے لیٹ گئے تھے کہ گولی ہمارے اوپر سے گذر جائیگی جب لیٹے لیٹے اونکو کسی گولی کی آواز جو دنا دن اونکے برابر برس رہی تھی کانوں میں نہ آتی ہوگی۔ تو وہ اپنی حماقت پر ہنستے ہونگے۔ یا روتے؟ یا شاید یہ خیال نہ کر بیٹھے ہوں کہ ہم کہیں مر کر اگلے جہانمیں تو نہیں پہونچگئے۔ اسی لئے ہم گولیوں کی آواز نہیں سنتے۔ غالباً وہ دو قبل از تولد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مصداق ہونگے۔

ہم گورنمنٹ کو یہ رائے دیتے ہیں کہ وہ جنرل ڈائر کو ضرور سزا دے مگر اس جرم کی کہ اوس نے ناحق گولی بارود کا نقصان کیا ان تہم تنوں اور اسفندیاروں وسہراہوں کیلئے تو خالی فوٹو کے کیمرے دو چار لیجا کر کھڑے کر دیتے تھے پھر دیکھتے کہ ایک بھی نہ نظر آتا۔ آئندہ کیلئے حکام کو یہ اچھا تجربہ ہو گیا ہے۔ کہ کس ہتیار سے ان مٹی کی مورتوں کو بچانا چاہیئے۔ شیم۔ شیم۔ شیم

ویدون کا نزول

کتاب رگوید آدی بھاشیہ بہومکا مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۲ میں لکھا ہے۔

سوال۔ تو پھر کیا وجہ کہ چاروں رشیوں کے دلوں میں وید ونکو ظاہر کیا سب کے دلوں میں نہ کیا۔

جواب۔ اس سے ایشور کی نسبت طرفداری یا تعصب کا الزام ذرا بھی نہیں آتا بلکہ اس عادل و منصف پرمیشور کا سچا انصاف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جیسا عمل کرے اسکو ویسا ہی پھل دیا جائے۔ اس لئے یہاں پر سمجھنا چاہیئے کہ انکے پہلے جنموں کے اچھے برے کرموں کے سبب سے انکے دلمیں ویدوں کا الہام یا اخذ کرنا مناسب تھا۔ اور مطابق اسکے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۲۴۰ سطر اول میں لکھا ہے۔

ان حوالہ جات مذکورہ بالا کا حاصل مطلب یہ ہے کہ چار رشیوں کو جو شروع دنیا میں چار وید پرمیشور کیطرف سے دیئے گئے تھے۔ یہ ان رشیوں کے پورن اعمال کا بدلہ تھا یعنی انکے اعمال حسنہ اس مقدار تک پہنچ چکے تھے کہ انکے اعمال صالحہ کے عوض پرمیشور کے انصاف میں یہی ٹھہرا کہ ان چاروں رشیوں کو چار وید دیئے جاویں۔ اور یہ چاروں وید بقول دیانند ان رشیوں نے مفت حاصل نہیں کئے بلکہ اپنے اعمال کا عوضانہ لیا ہے کیونکہ پرمیشور کا بطور تراحم کسی کو کچھ عنایت فرمانا آریوں کے نزدیک جائز نہیں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشور کی عادت شریف میں داخل ہے کہ دیا اور کرپا سے کسی کو ایک تنکا بھی دینا صریح عدل کے خلاف خیال کیا جاتا ہے۔

پنڈت دیانند صاحب کا یہ انوکھا عقیدہ کہ چاروں رشیوں کو جو شروع دنیا میں چار وید ملے تھے۔ یہ انکے نیک اعمال کا بدلہ تھا۔ عقل سلیم کے نزدیک پنڈت صاحب کا یہ عقیدہ سراسر باطل و عاطل ہے۔ دیکھیے اوّل نیک و بد اعمال کا ہونا بدون کسی قانون خداوندی کے غیر ممکن ہے جب تک کوئی قانون یعنی شریعت الٰہی مقرر نہ ہو نیک و بد اعمال کیونکر ہو سکتے ہیں نیک اعمال اور بد اعمال کیا ہیں۔ ظاہر ہے کہ حکم خداوندی سے تجاوز اور روگردانی کا نام بدی یا بد اعمالی ہے۔ اور الٰہی حکموں کی بجاآوری کا نام نیکی اور اعمال حسنہ ہے جائے انصاف ہے کہ شروع دنیا میں چار رشیوں کی پیدائش سے پہلے کوئی قانون الٰہی خواہ وید یا کوئی اور کتاب اللہ اگر مانی نہ جاوے تو شروع دنیا کے پیدائشی آدمیوں کے نیک و بد اعمال کا وجود کیونکر مانا جاویگا۔ دوم نیک و بد اعمال انسان کے فعل کا نتیجہ ہیں۔ فعل کا اپنے فاعل سے مقدم ہونا محالات عادیہ سے ہے۔ پس دیانند کا یہ عقیدہ کہ آفرینش عالم میں چاروں رشیوں کو چاروں ویدوں کا ملنا انکے اعمال کیوجہ سے تھا مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم ٹھہرانا ہے۔ جو تمام عقلائے زمانہ کے نزدیک لغو ہے اگر کلام الٰہی حاصل کرنیکے لئے بقول پنڈت دیانند اعمالوں کا بدلہ ہی شرط ہے۔ تو شرط کے مفقود ہونیسے مشروط خود بخود مفقود ہو جاتا ہے۔ پس اس قاعدہ سے ویدوں کا کلام الٰہی ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

اگر کسی آریہ کے دلمیں یہ خیال گزرے کہ اس دور موجودہ کے پہلے بھی دور ہو چکے ہیں اور دوران دنیا کا سلسلہ غیر متناہی ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۸۲ سطر ۱۹ میں لکھا ہے +

سوال۔ کہیں آفرینش کا آغاز بھی ہے یا نہیں؟

جواب۔ نہیں جس طرح دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن اور دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن برابر چلا آتا ہے اسیطرح پیدائش کے پہلے قیامت اور قیامت کے پہلے پیدائش اور اسیطرح پیدائش کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد پیدائش ہے ازل سے یہی چکر چل رہا ہے اسکا آغاز یا انجام نہیں انتہی

جواب۔ یہ چکر جو پیدائش دوران دنیا کا جسکا آغاز و انجام بقول پنڈت دیانند نہیں ہے اس نافہمی کے چکر نے دیانند کی عقل کو بھی چکرا دیا۔ اے دیانندیو! اس ازلی و ابدی چکر کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے کہ آیا یہ چکر خود بخود چل رہا ہے یا کسی طاقت نے اس چکر کو جاری کر کے چلایا ہے۔

اطلاع۔ اگلا پرچہ مجبور ہو کر ساہی کا دی پی کیا جائیگا کیونکہ آپنے منی آرڈر نہیں بھیجا۔ سہ زاید صرف ہونگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون صفحہ ۱۰

شق اوّل ۔ اگر کہو کہ یہ چکر از خود چل رہا ہے اور چلتا رہیگا تو یہی عقیدہ جین مت کا ہے جس مت کو آپ دہریے اور ناستک کا خطاب دیا کرتے ہو اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو وہ شخص خدا کی ہستی پر کوئی دلیل خدا پرستوں کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔

شق ثانی ۔ اگر اس دوران دنیا کا سلسلہ یعنی چکر از خود نہیں چل رہا بلکہ خدا نے اس چکر کو چلایا اور یہ چکر چلنے اور جاری ہونیمیں خدا کا محتاج ہے اور خدا نے کسی وقت اس چکر کو جاری کیا اور خدا کی ذات مقدس اس چکر کے جاری ہونیسے اول موجود تھی جو از خود اور واجب الوجود ہونیکی وجہ سے ازلی و ابدی ہے جائے انصاف ہے کہ دوران دنیا کے چکر جو کسی وقت پرمیشور نے جاری کئے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اجراء اسی چیز کا ہوتا ہے کہ وہ پہلے جاری نہ ہو پھر ان جاری شدہ دوران دنیا کا جو کسیوقت ہوئے تھے اُنکے چکروں کو ازلی و ابدی قرار دینا دیانندیون کی عقل کے چکر کہانتک سوا اور کیا خیال کیا جائیگا۔ اور آریہ یہ خود مانتے ہیں کہ خدا اس چکر کا فاعل اور یہ چکر اُسکا فعل ہے اور ظاہر ہے کہ بدون فاعل کے کوئی بھی فعل نہیں ہوتا اور یہ یاد رہے کہ فعل دو طرح کا ہوتا ہے ایک اختیاری دوم اضطراری اور فعل اختیاری کی تعریف یہ ہے کہ فاعل جب چاہے کسی فعل کو کرے یعنی جب چاہے کوئی کام شروع کرے اور جب چاہے بند کردے اور فعل اضطراری وہ ہے کہ فاعل کی مرضی اور ارادے کے بدون خود بخود فاعل سے سرزد ہوتا رہے۔ مثلاً ایک شخص کے ہاتھ میں رعشہ کی بیماری ہے اب اسکا ہاتھ ہلانا اختیاری فعل نہیں بلکہ اضطراری کہا جائیگا اور برخلاف اسکے تندرست آدمی کا اپنے ہاتھ کو حرکت دینا فعل اختیاری ہے جب چاہے اپنے ہاتھ کو جنبش دے اور چاہے نہ دے جب فعل اختیاری اور فعل اضطراری کی تعریف معلوم ہو چکی تو اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرمیشور نے اس جگت کا کرتا یعنی فاعل ہے آیا یہ فعل پرمیشور کا اختیاری ہے یا اضطراری

شق اوّل ۔ اگر پرمیشور کا جگت کو پیدا کرنا فعل اضطراری مانا جاوے تو لازم آتا ہے کہ سلسلہ پیدائش دنیا جو پرمیشور کی بے اختیاری اور بے بسی سے جاری ہوا تھا وہ کبھی بند نہ ہو کیونکہ فعل اضطراری کا فاعل اپنے فعل کو اپنے ارادے سے روکنے پر بالکل قادر نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ جب فعل اضطراری کا سلسلہ بند ہی نہ ہوگا پھر اس سلسلہ کا فنا ہونا جو بند ہونے کا آخری نتیجہ ہے کیونکر متصور ہو سکتا ہے بیان مذکورہ بالا سے دیانندیوں کا دوران دنیا کے فنا اور بقا پر رات اور دن کی مثال دینا اور سلسلہ پیدائش دنیا کا کسی وقت پرمیشور کا بند کر کے پھر کسیوقت شروع کرنا فعل اضطراری مان کر بالکل غلط ہو جائے گا۔

شق ثانی ۔ اگر پرمیشور کا اس کائنات کو جوڑ جاڑ کر بنانا آریہ فعل اختیاری مانتے ہیں تو فعل اختیاری کے فاعل کو اپنے فعل کے شروع اور بند کرنے کا اختیار ہے جب چاہے بند کرے اور جب چاہے شروع کرے اور یہ بھی واضح ہو کہ فاعل کا اپنے فعل سے مقدم ہونا بھی ایک ضروری امر ہے اور یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے کہ جو چیز فاعل کسی وقت یا زمانہ میں اپنے فعل اختیاری سے ترکیب دیکر یا بقول آریوں کے جوڑ جاڑ کر بناتا اُس مرکب اور ترکیب شدہ چیز کا تعین وجودی میں معین ہو کر مقدم ہونا بالکل غلط ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر مذکورہ بالا کی تائید میں پنڈت دیانند اپنی

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۸ سطر ۱۰ میں لکھتا ہے۔

بغیر فاعل کے کوئی بھی فعل نہیں ہوتا یا کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ جن زمین وغیرہ اشیا میں خاص ترکیب کی بناوٹ نظر آتی ہے۔ وہ ازلی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اور جو چیز مرکب ہو کر بنتی ہے وہ ترکیب سے پہلے نہیں ہوتی۔ انتہی +

اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۶۷ سطر ۲۱ میں لکھا ہے۔

یہ یہی یاد رکھنا چاہیئے کہ مرکب چیز کا آغاز ضرور ہوتا ہے کیونکہ مرکب چیز بغیر اجزا کے نہیں بن سکتی اس لئے جہان کا خالق ازلی پرماتما کو مانو۔ انتہی +

پھر اسی ستیارتھ کے صفحہ ۲۳۶ سطر ۲۲ میں لکھا ہے۔

اے انسان سورج وغیرہ نورانی پدارتھوں موجودات کا سہارا اور پیدا شدہ اور آیندہ پیدا ہونے والے جہان کا ایک لاثانی مالک پرماتما ہی اس عالم کی پیدائش کے پہلے موجود تھا اور جسنے زمین سے لیکر سورج تک ساری کائنات کو پیدا کیا۔ انتہی +

کتاب ایضاً کے صفحہ ۴۷۱ سطر ۲۶ میں لکھا ہے۔

جو چیز ترکیب سے بنتی ہے وہ ازلی و ابدی نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں جس قدر اشیاء پیدا ہوتی ہیں وہ سب مرکب ہیں + انتہی۔

دُنیا یا جہان یا جگت میں معہ اپنی تمام معموری کے بقول دیانند جو کچھ یا جس قدر اشیاء پیدا ہوتی ہیں وہ سب کی سب مرکب ہیں اور اسبات کو دیانند صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ جن زمین وغیرہ اشیاء میں خاص ترکیب کی بناوٹ نظر آتی ہے وہ ازلی ابدی نہیں ہو سکتی اور اسبات کا بھی دیانند صاحب اقرار

کر چکے ہیں کہ جو چیز مرکب ہوگی اسکا آغاز ضرور ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ ایک دور دنیا کا مقدار دیانندیوں کے نزدیک قریباً ساڑھے چار ارب سال کا مقرر کیا گیا ہے۔ یہ دور اپنی تمام معموری سمیت ازلی و ابدی نہیں ہو سکتا۔ واضح ہو کہ یہہ ایک دور دنیا کیا ہے صرف مرکب اور ترکیب شدہ چیزوں کا یکے بعد دیگر پیدا ہونیکے سلسلہ کا مقدار یا طول زمانہ کا نام ہے جو اپنے مقدار معین ہونے کیوجہ سے خود ہی حادث ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دوران سابقہ کا بھی ازلی و ابدی ہونا کسی صورت سے ثابت نہیں ہو سکتا رہا سلسلہ دورانِ دنیا سابقہ کا شمار صحیح معلوم نہ ہونا ان کے ازلی ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی یاد رہے کہ عدم علم اور شے ہے اور کسی چیز کا ازلی ہونا دیگر بات ہے ازلی و ابدی وہ چیز ہو سکتی ہے جو از خود ہو اس کا کوئی کرتا یا علت نہ ہو ظاہر ہے کہ دوران دنیا از خود نہیں جاری ہوئے بلکہ خدا جو تمام کائنات سے اول اول موجود تھا۔ جو از خود اور واجب الوجود ہونے کیوجہ سے ازلی و ابدی ہے دوران دنیا کا اجراء اسی کے ید قدرت سے شروع ہوا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی چیز کے بنانے اور ترکیب دینے کے لئے اول ترکیب کنندہ اور بنانے والے کا وجود مقدم ہونا اور ترکیب دیکر بنائی ہوئی چیز کا موخر ہونا ایک لازمی امر ہے۔ یہ تقدم تا آخر زمانی خود بخود ثابت کر رہا ہے کہ یہہ چیز ترکیب شدہ کسی وقت اور کسی زمانہ میں بنائی گئی تھی۔ گو اُس کا زمانہ معلوم نہ ہو یہ لاعلمی انسانی محدود علم کا نقص ہے ہم پھر کہتے ہیں کہ عدم علم اور شے ہے اور کسی چیز کا قدیم ہونا حادث کے مقابل پر جدی بات ہے۔ باقی ارد

مجرب دوائین طلب فرمائین

۱- شربت فولاد۔ جو طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ اعضائے رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے۔ فی بوتل کلاں ۳ے

۲- شربت دافع قبض۔ قبض کو رفع کرتا ہے اور بلاکسی ضعف و کمزوری کے اجابت باذ فراغت روزانہ ہو جاتی ہے کسی قسم کا پرہیز نہیں فی بوتل کلاں ۳ے

۳- چٹنی۔ نہایت خوش ذائقہ ہے غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ فی سیر عہ

۴- بخار کی گولیاں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو دور کر کے خون کو صاف کرتی ہیں اور قبض نہیں ہونے دیتیں۔ فی درجن ۴

۵- حرب قبض کشا۔ ہر قسم کے قبض کو دفع کرتی ہیں سودر ہوک لگاتی ہیں۔ فی درجن ۴

۶- علاوہ ازیں ایسے مایوس مریضوں کا علاج جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے گذر گئی اور پھر ناکام رہے۔ خدا کے فضل سے اگر وہ اپنا علاج مجھ سے شروع کر دیں تو ان شاء اللہ اوس قادر مطلق کے فضل سے اور مسیح موعودؑ کے صدقہ سے انکے گھر اولاد ہو گی مفصل حالات لکھکر بھیجدیں اونکا علاج کیا جائیگا اور کامیابی خدا کے فضل و کرم سے ضرور ہو گی خدا کی ذات سے ناامید ہونا مومن کی شان نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چٹنی کا استعمال فرمایا ہی ہر دو ادویات کو مفید پا کر ارشاد کیا ہے کہ میری تیار کردہ ادویات کو حاجتمند احباب ضرور استعمال کریں میں ادویات ہی تیار کرتا ہوں جنکی تفصیل مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کرنیپر معلوم ہو سکتی ہے۔ ادویات مندرجہ بالا سریع التاثیر اور مفید تر ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

حکیم نور احمد احمدی اینڈ کو تاجران پٹینہ اکولا برار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا۔

سرمہ ممیرا اور سرمہ سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے مینے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں مینے حضورؑ کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مصدقہ ہی اور نسخہ سرمہ حضرۃ خلیفہ اولؓ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کو استعمال کریں حضرت حکیم الامۃ نے اسکے متعلق فرمایا۔ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دہندہ جالا۔ پھولا۔ پھڑوال سبلہ اور سرخی چشم اور ابتدائی موتیا بند و دیگر امراض کیلئے مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فیتولہ ۱؎ اصلی ممیرا کی قیمت فیتولہ ۱؎ یہ سرمہ جسکی آنکھیں دکھتی ہوں ان کیلئے بہت مفید ہے اور مجرب اور مقوی بصر ہے خصوصاً طلباء کیلئے

سرت سلاجیت۔ محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع سرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم معنت سدر کردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و بیوست و درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود استعمال کریں قیمت قسم اول فیتولہ ۱؎

المشتہر۔ احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah